سفرِ اردن............شام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم و بہ نستعین..................

اردن سے لوگ شام یا شام سے اردن جایا کرتے ہیں ......ہم نے بھی شام کا سفر کیا...... مگر یہ سفر اردن کے سفر سے بہت پہلے کیا تھا چند یادداشتیں جو محفوظ رہ گئیں تھیں نذرِ قارئین ہیں ......

اللھم بارک لنا فی شامنا ویمننا ....بقول علامہ ابن عساکر یہ کلمات طیبات نبی اکرم ﷺ کے ہیں ، آپ نے یمن اور شام میں برکت کے لئے خاص دعا فرمائی ....کہ اے اللہ ہمارے شام اور یمن میں برکت عطا فرما...........اور حسن فرماتے ہیں **الشام ارض المحشر والمنشر** ....شام ہی سرزمین حشر و نشر ہے...........شام کے شہر دمشق ہی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں سے اتریں گے.....شام کے بارے میں متعدد احادیث و آثار ہیں ، جن سے شام کا خطہ مقدسہ ہونا معلوم ہوتا ہے.....ایک جگہ شام کو زمین پر جنت کا ٹکڑا بھی کہا گیا ہے ....شام کے ان گنت فضائل کی بات بارہا اپنے والد گرامی اور اپنے اساتذہ کرام حضرت علامہ شیخ الحدیث ابوالطاہر محمد رمضان رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت علامہ منتخب الحق قادری رحمۃ اللہ علیہ سے سنی، اشتیاق تھا کہ کبھی زیارت شام کے لئے سفر کریں گے چنانچہ اللہ رب العزت نے اس کے اسباب پیدا فرمادئے ،لندن جانے کا پروگرام بنا تو سفر براستہ شام اختیار کرلیا............

۱۷۔اپریل ۲۰۰۴ کو صبح ۵ بجے کی فلائیٹ کراچی سے دمشق کے لیے روانگی ہوئی ۔ جہاز نصف گھنٹہ کی تاخیر سے روانہ ہوا ۔ یہ سیرین ائرلائن کی پرواز تھی اڑھائی گھنٹے میں جہاز دمام (سعودی عرب) پہنچا وہاں پون گھنٹے کے قیام کے بعد دمشق کے لیے روانہ ہوا اور کوئی دو گھنٹے میں دمشق ائرپورٹ پر اترا۔

ائرپورٹ پر حسب عادت ہمیں الگ بٹھا دیا گیا اور دیگر مسافروں کے پاسپورٹس پر مہریں لگا کر فارغ کردیا گیا ہم دو پاکستانی تھے مگر دونوں کو ایک گھنٹہ تک بٹھائے رکھا۔کوفت تو ہوئی مگر زیادہ نہیں کہ ہمیں یہ بات ایک دوست نے بہت پہلے سمجھا دی تھی کہ جب دمشق جاؤ تو ان اللہ مع الصابرین پر عمل کرنا اور جتنی دیر شرطے بٹھائیں چپ چاپ بیٹھے رہنا کسی سے یہ نہ پوچھنا کہ کس جرم کی سزا میں بٹھا رکھا ہے...........اور یہ آیت بھی زبان پہ وہاں نہ لانا کہ **بای ذنب قتلت**

..............چنانچہ یہ بات ہمیں یاد رہ گئی اور ہم نے صبر کا دامن اور اپنی تسبیح مضبوطی سے تھام لی ، درود شریف پڑھنا شروع کر دیا ہمارے مرشد (قدس سرہ العزیز) فرمایا کرتے تھے کہ درود شریف مقفل دروازوں کو کھول دیتا اور مردہ دلوں کا جلا بخشتا ہے ....وہ سفر میں درود شریف کی خاص تاکید فرمایا کرتے تھے ....رحمہ اللہ تعالی......

آخر ایک گھنٹہ بعد نکیرین کی صورت وردی والے آ گئے اور ہم سے سوال جواب شروع کیا پہلے تو ہم گھبرائے اور ہم نے یاد کرنا شروع کیا ....من ربک ؟..........ما دینک ؟..........مگر انہوں نے یہ نہیں بلکہ یہ پوچھا کہ کیوں آئے ہو؟ پاکستان میں کیا کرتے ہو کتنے دن یہاں قیام کرو گے اور کتنی کرنسی آپ کے پاس ہے ۔ پھر ایک رجسٹر میں ہماری آمد کا اور ہمارے پاسپورٹس پر درج معلومات کا یوں اندراج کیا گیا جیسے تھانوں میں روزنامچہ میں ملزمان کی رپورٹ درج کی جاتی ہے ۔ ہم اس کوفت کو بھی پی گئے کیوں کہ ہم تو آئے تھے جنت ارضی کی سیر کرنے اور جنت تک پہنچنے کے لئے صبر اور تھوڑی بہت مشقت تو بہر حال برداشت کرنی ہی پڑتی ہے..........

اس کے بعد کسٹم کا مرحلہ آیا پہلا اعتراض عملے کی جانب سے ان کتابوں پر ہوا جو میں اپنے ساتھ لندن لے جانے کے لئے لایا تھا۔ کہا گیا کہ کتابیں ائیر پورٹ سے باہر نہیں لے جا سکتے ۔ اسٹور میں جمع کرا دیجیے اور واپسی پر ساتھ لیتے جایئے اسٹور میں جمع کرانے گئے تو وہاں موجود تین نوجوان پولیس والوں نے سب کتابیں دیکھیں پھر انہیں ان کے افسر نے حکم دیا کہ ان کتابوں کی فہرست بناؤ، اور مجھ سے کہا کہ آپ سامنے بنچ پر بیٹھ جائیں۔ مگر کام چوری کے عادی پولیس اہل کار یہ کام ایک دوسرے پر ٹالتے رہے آخر میں انہوں نے فیصلہ کیا کہ اس فہرست بنانے اور پھر رسید جاری کرنے کی مصیبت سے نجات کے لیے بہتر ہے کہ اس شخص کو کتابیں ساتھ لے جانے کی اجازت دے دی جائے چنانچہ ایسا ہی ہوا اور انہوں نے کہا کہ آپ کتابوں کے کارٹن لے جا سکتے ہیں، مگر جب اس ہال کے گیٹ سے باہر نکلنے لگے تو پھر اسی کسٹم والے شخص نے روک لیا اور کہا کہ یہ کارٹن جس میں کتابیں ہیں اسے جمع کیوں نہیں کرایا واپس جائیں جمع کرائیں جب واپس گئے تو وہ ساتھ ہو لیا اور اس نے اسٹور والوں کو سخت سست کہا مگر وہ تین تھے تینوں نے اس سے بیک زبان کہا ہمیں فارغ سمجھ رکھا ہے؟ تم خود یہاں بیٹھو اور اس کی فہرست بناؤ پھر اس کارٹن کی حفاظت کرو تو ہم رکھ لیتے ہیں کچھ الجھاؤ کے بعد طے پایا کہ کتابیں مسافر کو ساتھ لے جانے کی اجازت دے دی جا

ئے چنانچہ ہم کتابیں لے کرائر پورٹ سے باہر نکلے۔اس وقت ذہن میں خیال آیا کہ مقننہ کتنی ہی سخت کیوں نہ ہواور وہ ملک وقوم کے لئے کتنے ہی مفید قوانین بنالے اگر نافذ کرنے والے لوگ دیانتداراوراپنے پیشے سے' مخلص نہ ہوں تو بڑی بڑی پارلیمنٹس اور قانون ساز اداروں کی ساری محنت پر پانی پھر جاتا ہے۔دوسری بات جو ذہن میں آئی وہ یہ کہ کسی مسلم ملک میں دینی کتابوں کے داخلہ پر پابندی کے کیا معنی؟ جبکہ غیر مسلم ممالک سے تھوک کے حساب سے حیا باختہ لٹریچر کے کنٹینز اورٹرک ہی نہیں جہاز بھی آجائیں تو کوئی ممانعت نہیں۔

ائیر پورٹ سے باہر نکلے تو گیٹ پر کراچی کے دو ساتھی مولانا محمد اسلم رضا اور مولانا احمد رضا جن سے کراچی ہی سے ای میل کے ذریعہ رابطہ ہو گیا تھا انتظار میں کھڑے تھے اور مفتی ابو بکرصدیق (جو ان دنوں دعوت اسلامی کے مدرسہ میں مفتی ہیں) نے نعلین شریف کے بیج اور دو کتا بیں ان کے لیے دی تھیں وہ لینے آئے تھے......مگر انہیں لینے کے دینے پڑ گئے کہ ہم سب سے آخر میں مطار شریف سے باہر آئے اور وہ بے چارے انتظار میں سوکھا کئے...........

دونوں ساتھی بڑی محبت سے مجھے ائرپورٹ سے دمشق کے قلب یعنی سٹی سینٹر لائے اور اس طرح کہ ہم سب بس میں سوار ہو کر شہر کے معروف علاقہ برامکہ پہنچے اور برامکہ سے ٹیکسی میں المرجع چوک پہنچے جہاں بہت سے متوسط وادنی درجہ کے ہوٹل ہیں جو ہم جیسے غریبوں کے سر چھپانے کے کام آتے ہیں۔معلوم ہوا کہ ماضی میں اسی علاقہ میں پاکستان کی متعدد مذہبی شخصیات آکر قیام فرماچکی ہیں............

کراچی کے ایک نوجوان رضاالمصطفی بھی دمشق ائرپورٹ پرمل گئے تھے یہ کراچی سے تجارتی سلسلہ میں دمشق آئے تھے اسی پرواز سے جس سے میں آیا ہوں۔انہوں نے اپنا تعارف برادرم حاجی حنیف طیب صاحب سے اپنے خاندانی مراسم کے حوالہ سے کرایا اور بقول ان کے یہ اقبال میمن صاحب کے صاحبزادے تھے جن کا گزشتہ چند ماہ میں انتقال ہوا۔

مرجع پہنچ کر انہوں نے الگ راہ لی اور ہم نے ہوٹل پسند کرنے کا سلسلہ شروع کیا۔یہاں ہوٹلوں کے کرائے سنگل بیڈ کے تین سو سے ۱۰۰۰ لیرا تک ہیں۔کئی ہوٹل دیکھنے کے بعد ہوٹل رافدین (Rafedain) میں ٹھہرنے کا فیصلہ ہوا جس میں ایک چھوٹا سا کمرہ (کمرہ نمبر ۶) ۲۵۰ لیرا یومیہ میں مل گیا۔اس کمرہ میں سامان منتقل کیا اور ساتھ ہی مولانا اسلم رضا نے دعوت دی کہ رات کو ان کے گھر پر محفل ہے۔

میں نے ہوٹل میں ظہر کی نماز ادا کی اڑھائی بجے تھے اور پھر میں تھکاوٹ اتارنے کیلئے دراز ہوگیا۔

عصر کے بعد ہوٹل سے نکل کر اردگرد کا جائزہ لیا اور پھر باب الصغیر میں واقع حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک پر حاضری کے لیے روانہ ہوگیا۔مگر مزار بلال پر پہنچنے سے پہلے اندر ہی اندر کچھ خانہ جنگی سی ہوگئی، دل کہتا تھا مزار بلال کی طرف جاؤ، دماغ کہتا تھا نبی کا درجہ اعلی ہے پہلے اس شہر میں مقیم نبی علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضری دو کہ بادشاہ تو وہی اس علاقے کے ہیں، بالآخر طے یہ کیا کہ پہلے اس شہر میں

موجود پیغمبر علیہ السلام (حضرت یحیی علیہ السلام) کی بارگاہ میں پہنچ کر سلام پیش کیا جائے جن کے قبر میں زندہ ہونے میں ہمارے عقیدے کے مطابق کوئی شک نہیں کہ مٹی انبیاء کے اجسام کونہیں کھاتی' جیسا کہ سنن ابن ماجہ کی اس حدیث میں ہے: **ان اللہ تعالی حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء (کنزالعمال ۳۲۲٤٤ واخرجہ ابن ماجہ)** روحیں ان کی ہر مومن کی روح کی طرح بلکہ اس سے بڑھ کر نہال ہوتی ہیں اور مٹی ان کے اجسام کو نہیں کھاتی چنانچہ قبروں میں وہ اپنے اجسام وارواح کے ساتھ موجود ہوتے ہیں' اس کی مزید وضاحت اسی حوالہ سے صحیح مسلم شریف کی ایک حدیث سے ہوجاتی ہے جو ان الفاظ کے ساتھ مذکور ہے: **عن انس ابن مالک رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ ﷺ قال اتیت وفی روایۃ ھداب قال مررت علی موسی لیلۃ اسری بی عند الکثیب الاحمر وھو قائم یصلی فی قبرہ۔**

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا معراج کی شب میں موسی علیہ السلام کے پاس آیا اور ھداب کی روایت کے مطابق میرا گزر موسی علیہ السلام پر ہوا جبکہ وہ اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔

............دل نے کہا تو پھر پہلے حضرت یحیی علیہ السلام کی بارگاہ ہی میں چلو پھر اس شہر میں موجود صحابہ میں سے معروف صحابی (حضرت سیدنا بلال رضی اللہ عنہ) کے مقام کی زیارت کی جائے گی۔ چنانچہ اپنے والدگرامی کی زبان سے سنا ہوا یہ شعر گو اچھی طرح یاد نہیں تھا مگر زبان پر آ گیا اور ہم گنگناتے ہوئے حضرت یحیی علیہ السلام کی بارگاہ کی حاضری کو چلے:

مرا زندہ پندار چوں خویشتن من آیم بجاں گر تو آئی بتن

سورۃ آل عمران میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت یحیٰ علیہ السلام کا ذکر اس طرح کیا ہے:

ھنالک دعا زکریا ربہ قال رب ھب لی من لدنک ذریۃ طیبۃ انک سمیع الدعاء فنادتہ الملائکۃ وھو قائم یصلی فی المحراب ان اللہ یبشرک بیحیٰ مصدقا بکلمۃ من اللہ وسیدا وحصورا ونبیا من الصالحین (۳۹)

(ترجمہ) اس جگہ زکریا (علیہ السلام) نے اپنے رب سے دعاء کی، ....عرض کی اے میرے رب مجھے اپنی طرف سے پاکیزہ اولاد عطا کر بیشک تو ہی دعاء سننے والا ہے۔ چنانچہ جس وقت وہ اپنی عبادت والے حجرے میں نماز ادا کر رہے تھے تو فرشتوں نے انہیں پکار کر کہا بے شک اللہ تعالیٰ آپ کو یحیٰ کی خوشخبری سناتا ہے جو عیسیٰ کلمۃ اللہ کی تصدیق کرنے والے ہوں گے' سردار ہوں گے' عورتوں سے اختلاط سے بچنے والے ہوں گے اور نبی ہوں گے اور ہمارے نیک بندوں میں سے ہوں گے۔

پھر سورہ مریم میں فرمایا: **یازکریا انا نبشرک بغلام اسمہ یحیٰ لم نجعل لہ من قبل سمیا**...........

اے زکریا ہم آپ کو ایک بیٹے کی خوشخبری سناتے ہیں جس کا نام یحیٰ ہوگا اور اس سے پہلے یہ نام ہم نے کسی کا نہیں رکھا۔

...........نیز **یا یحیٰ خذ الکتاب بقوۃ وآتیناہ الحکم صبیا**

...........اے یحیٰ اس کتاب کو مضبوطی سے تھام لو اور ہم نے انہیں بچپن ہی میں نبوت عطا کی۔

حضرت یحیٰ علیہ السلام وہ ہیں کہ اپنے والد گرامی کی بڑھاپے میں دعاء کے نتیجہ میں اللہ کا فضل واحسان لئے پیدا ہوئے ہیں اللہ رب العزت نے نہ صرف حضرت زکریا علیہ السلام کو سو سال کی عمر میں بیٹا عطا کیا بلکہ اسے نبوت کے منصب سے بھی باپ کی طرح سرفراز کیا۔ حضرت یحیٰ علیہ السلام کی دعوت عوام وخواص سب کے لئے تھی شاہی دربار میں بھی بلاخوف وخطر دعوت دین کے

لئے پہنچ جاتے' آپ کے دور کے بادشاہ ہیرودیس نے اپنی بھاوج کو ناجائز طور پر اپنے حرم میں داخل کر رکھا تھا آپ نے اس بادشاہ کو برملا جا کر خبردار کیا کہ وہ قانون قدرت کے خلاف عمل پیرا ہے جو اس کے لئے عذاب کا باعث بن سکتا ہے۔

آپ حضرت عیسی علیہ السلام سے عمر میں چھ ماہ بڑے تھے' اور ان کی والدہ حضرت عیسی علیہ السلام کی والدہ کی حقیقی یا خالہ زاد بہن تھیں۔

تاریخی روایات کے مطابق حضرت یحیٰ علیہ السلام کو نبوت بچپن ہی میں عطا کردی گئی تھی تاہم آپ نے دعوت دین کا آغاز تیس سال کی عمر میں کیا۔عیسائیوں کے ہاں آپ کو یوحنا بپتسمہ دینے والا کے نام سے شہرت حاصل ہوئی۔

حضرت زکریا و یحیٰ علیہ السلام کے بارے میں ایک روایت جسے اکثر محدثین اور مورخین نے بیان کیا ہے حسب ذیل ہے۔

حدیث اسریٰ میں ہے کہ شب معراج نبی اکرم ﷺ نے حضرت یحیٰ علیہ السلام سے ملاقات کے وقت دریافت فرمایا کہ کیا انہیں درخت کے تنے کے اندر تنے پر آرا چلا کر قتل کیا گیا تھا؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ نہیں یہ واقعہ ان کے والد گرامی حضرت زکریا علیہ السلام کے ساتھ پیش آیا تھا جبکہ انہیں بنی اسرائیل کے بادشاہ وقت کے حکم پر بیت المقدس میں عین نماز کے دوران محراب مسجد میں شہید کیا گیا۔اور ان کا سر بادشاہ کو طشت میں رکھ کر پیش کیا گیا۔(تذکرۂ انبیاء)

چنانچہ ہم دمشق کے مشہور وقدیم بازار سوق الحمید یہ سے گزرتے ہوئے شام کی تاریخی مسجد بنوامیہ پہنچے جس کے اندرونی وسیع ھال میں حضرت یحیٰ علیہ السلام کا مزار مبارک ایک گنبد میں ہے.......... یہاں مسلمانوں کے علاوہ عیسائیوں کو بکثرت آتے جاتے دیکھا،مسلمان ہر نماز کے بعد سلام پیش کرتے ہوئے گزرتے ہیں ....اور بعض دیر تک سلام ودعاء میں مشغول دکھائی دیتے ہیں...... ....(جاری ہے...........)

☆ جلب مصلحت کی نسبت مفاسد کو دور کرنا زیادہ بہتر ہے ☆